

یورپ کی تباہی کے اسباب

از

جناب ذوقی شاہ صاحب

”اور ان لوگوں کو اس شخص کا حال پڑھ کر سنا دو کہ تمہارے
اپنی نشانیاں دین، پھر وہ ان سے نکل گیا، پھر شیطان کے
پچھے لگ گیا، سو وہ گمراہوں میں سے ہو گیا اور اگر ہم چاہتے تو
اس کو ان نشانیوں کی بدولت بلند مرتبہ کر دیتے مگر وہ توبہ کی
کا ہو گیا یعنی دنیا کی جانب ٹوٹ پڑا، اور اپنی خواہش نفسانی کی
پیروی کرنے لگا تو اس کی حالت کتنے کی سی ہو گئی کہ اگر تو اس
بوجھ لاوے تب بھی زبان لٹکا دے اور ہانپنے لگے، اور
چھوڑ دے تب بھی زبان لٹکا دے (اور ہانپنے لگے) یہی حالت
اس قوم کی بھی ہے جس نے ہماری نشانیوں کو جھٹلایا، تمہیں اس
میں سنا دوتا کہ وہ کچھ غور و فکر کریں۔ اس قوم کی حالت
بڑی ہے جو ہماری نشانیوں کو جھٹلاتی ہے اور اپنی اس کت
سے وہ لوگ اپنی ہی جانوں پر ظلم کرتے ہیں احب کو اللہ
دراستہ کرے وہی ہدایت پاتا ہے اور جیسے وہ گمراہ

وَقَدْ عَلِمْتُمْ مِثْلَ الَّذِي أَتَيْنَاهُ آيَاتِنَا
فَمَا نَسْلَخُ مِنْهَا فَأَتَيْتَهُ الشَّيْطَانُ
فَكَانَ مِنَ الْغَاوِينَ ۚ وَلَوْ شِئْنَا
كَرَفَعْنَاهُ بِهَا وَلَكِنَّهُ أَخْلَدَ إِلَى
الْأَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوَاهُ فَمَثَلُهُ
كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۖ إِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ
يَلْمِزْهُ أَوْ تَنزِلْهُ يَلْمِزْهُ ذَلِكَ
مَثَلُ الَّذِينَ كَذَبُوا بِآيَاتِنَا
فَاقْصِصْ الْقِصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ
سَاءَ مَثَلًا لِلَّذِينَ كَذَبُوا
بِآيَاتِنَا ۚ وَأَنفُسُهُمْ زَكَاوَاتُ
يُظَاهَرُونَ ۚ مَن يَفْسِدْ ۙ اللَّهُ
فَمَا يَصْلُحُ لَهُ ۚ وَمَن يُضْلِلْ

فَاُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ۝
وَلَقَدْ ذَرَأْنَا بِجَهَنَّمَ كَثِيرًا
مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ لَهُمْ قُلُوبٌ

لَا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ اُذُنٌ لَّا
يَسْمَعُونَ بِهَا اُولَٰئِكَ كَالْاَنْعَامِ
بَلْ هُمْ اَضَلُّ اُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ ۝
* * * * * وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا

سَنَسْتَدْرِجُهُم مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ ۝
وَأُمْلِي لَهُمْ اِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ ۝ اَوْ
لَمْ يَتَفَكَّرُوا لَمَّا بَصَّاحِبُهُمْ مِّنْ
جَنَّةٍ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ۝ اَوْ
لَمْ يَنْظُرُوا فِي مَلَكُوتِ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ
وَّاَنْ عَسٰى اَنْ يَكُوْنُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ
اَجَلُهُمْ فَبِآيٍ حٰدِثٍ بَعْدَ اَيُّوْمِنَا
مَنْ يُضِلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَيَذُرُّهُمْ
فِي طُغْيَانٍ يَوْمَ يُعْمَقُونَ ۝

(الاعراف - رکوع ۲۲ - ۲۳)

ہے اور جو ہر اس چیز پر حکمران ہے جو اللہ تعالیٰ نے
پیدا کی، اور کیا اس بات کا امکان بھی ان کے ذہن میں نہیں آتا کہ ان کی اجل ہی قریب آگئی ہو۔

پھر اس کے ماورائے یہ لوگ اب کس بات پر ایمان لا دین گے جسے اللہ گمراہ کرے اسے کوئی راہ راست پہ نہیں لاسکتا۔ ایسوں کو بوجہ ان کی سرکشی کے وہ گمراہی میں بہکتا اور سرگردان چھوڑ دیتا ہے۔

تمدن جدید کی اس ہوش اور ادینے والی روشنی میں، تہذیب و شائستگی کے طول طویل دعووں کی اس بلند آہنگی میں، سائنس اور حکمت کے اس نظریہ دور میں امن و امان کا چنچ چنچ کر کلمہ پڑھنے والی اس بیویں صدی میں، یورپ کی ۱۹۱۲ء والی خونخوار اور خوفناک جنگ کیسے وقوع میں آگئی، اپنی خونخواری میں اپنی نظیر آپ ہی ہے اور جس کے تباہ کن اثرات سے ساری دنیا چنچ اٹھی؟ سمندر میں آگ لگائی گئی۔ خشکی پر موت برسائی گئی، خدا کی پیدا کردہ پاک صاف حیات بخش حیات پر و ہوا زہر سے بھائی گئی۔ آب و وز کشتیوں نے مچھلیوں تک کو چین نہ لینے دیا، توپوں اور ہوائی جہازوں نے چرند پرند اور کیڑوں کو زردن تک کو آرام نہ کرنے دیا۔ کمزور عورتیں اور معصوم بچے تباہ ہو گئے۔ بے گناہ انسان کثیر تعداد میں فنا کی وادی میں ڈھکیل دیے گئے، اندھوں، لنگڑوں کی تعداد میں اضافہ کر دیا گیا۔ پبلک کار و پیہ بجائے امور منفعت عامہ میں صرف ہونے کے کروڑوں نہیں بلکہ اربوں کی مقدار میں گونی بارودیں چھونک دیا گیا، زہریلی گیس میں اڑا دیا گیا۔ اللہ کی زمین کو ویران کیا گیا۔ دنیا کو مفلس و نادار و مصیبت زدہ بنا دیا گیا۔ یہ سب کچھ آخر کیوں ہوا اور تہذیب و شائستگی کے نام پر جدید اور انوکھے معنی کا یہ لباس کس اٹل ضرورت کی بنا پر پہنایا گیا؟ پھر میدان جنگ کی ریت ناک خونریزیوں کے ختم ہوتے ہی دنیا میں چاروں طرف اقتصادی اور تجارتی جنگ کی گرم بازاری کیوں شروع ہو گئی اور دنیا کو چین لینے اور چین سے بیٹھنے کا موقع کیوں اب تک نہ مل سکا؟ سب سے زیادہ حیرت انگیز بات جو قابل استفسار ہے یہ ہے کہ مغربی دنیا نے اس جنگ سے اب تک کما حقہ کوئی مفید سبق کیوں نہ حاصل کیا اور چپکے چپکے ایک دوسری جنگ کی تیاریاں کیوں عمل میں لائی ہیں جو پہلی جنگ سے بھی بہت زیادہ خونخوار اور بھیا تک ثابت ہونے کی دہمکی دے رہی ہے؟

یہ سچ ہے کہ لڑائیاں اس دنیا میں پہلے بھی ہو چکی ہیں۔ لوٹ مار اور کشت و خون کی نوبت پہلے بھی بار بار آچکی ہے، زمین کے محدود حصوں کے عارضی حکمران پہلے بھی آپس میں سرسٹھا چکے ہیں۔ مگر اے یورپ کے باشندو! اور اے یورپ کے باشندے ہونے پر فخر کرنے والو! وہ زمانہ تو اتنی ترقی یافتہ تھا جس قدر ترقی یافتہ کہ تم اپنے زمانہ کو قرار دیتے ہو وہ لوگ تو تمہارے نزدیک وحشی یا نیم وحشی تھے۔ ان کا تمدن تو تمہاری نگاہ میں بہت گرا ہوا تھا۔ تم اپنے نزدیک اعلیٰ درجہ کا تعلیم یافتہ، اعلیٰ درجہ کا ترقی یافتہ، اعلیٰ درجہ کا حریت پسند، آزادی کا عاشق، امن و آمان کا دلدادہ، منصف مزاج، انصاف پرور، مساوات کا حامی، جمہور پرشیدا، اور خون ناحق کا دشمن سمجھتے ہو۔ تم کیوں جنگ کے وحشیانہ گھڑے میں کود پڑے؟ تم نے کیوں اپنے سانس کے بل بوتے پر اپنے سائنٹفک کی مدد سے (جن کو تم نے بقول خود خلق کی نفع رسانی کے لئے ایجاد کیا تھا) انسانی خون کی وہ ندیاں بہائیں جنہیں دیکھ کر تاریخ گذشتہ کے خونیں اور اق زرد پڑ گئے؟ تمہیں تو اپنی علمی ترقیوں پر وہ ناز ہے کہ تم اپنے لئے مذہب کی ضرورت ہی کو تسلیم نہیں کرتے خدا کی رہنمائی ہی کو ضروری قرار نہیں دیتے۔ خدا کے وجود تک کے منکر ہو۔ یا کم از کم ذات باری کی ہستی متعلق شک و شبہ میں گرفتار ہو۔ تمہارے نزدیک مذہب ایک ڈھکوسلہ ہے، خبط ہے، توہم پرستی ہے۔ صرف نیم وحشی اقوام کو ڈرا دھمکا کر سیدھا دکھنے کا ایک بہانہ ہے۔ تم اپنی ہستی کو اس درجہ برتر سمجھتے ہو کہ مذہب کی ضرورت سے تم نے اپنے کو مستغنی قرار دے رکھا ہے۔ مذہب اور صحیح معنوں میں روحانیت سے تم کو نفرت ہے، اور باوجود ان عقل پرور چیزوں سے بے تعلقی کے تم اپنے کو عقل مند سمجھتے ہو۔ تم یہ بھی نہیں جانتے کہ عقل ایک روحانی چیز ہے۔ جسمانیست اور مادیست سے اسے کوئی سروکار نہیں۔ ایک مٹی کی مورت بناؤ۔ اینٹ چونے پتھر کا ایک بت تیار کرو۔ مضبوط فولاد کا ایک عہدہ بنا کر کھڑا کرو اور کل پرزے لگا کر اسے متحرک کر دو۔ برقی قوت اور شینوں کے ذریعہ سے اسے ہاتھ پیروں سے کام لینا شروع کر دو۔ گراموفون پرزے اس کے پیٹ میں لگا کر اسے بولتے ہوئے انسان کے شاہی بھی کسی نہ کسی حد تک بنا دو۔ یہ سب کچھ تم کو گزر دو گے۔ مگر اس میں عقل انسانی کسی طرح نہ پیدا ہو سکے گی۔

تمہارا سائنس اور تمہاری ترقیاں اور تمہارا تمدن تو آجکل اچھے خاصے انسانوں کو بے عقل مگر اوقات کی پابند اور ڈسپلین کی پابند مشینیں بنا رہا ہے تم ہبلا ایک مشین کو عقل بالغ انسان کیا بنا سکو گے۔

عقل کے محکمہ سے تو اب تک تمہیں سابقہ ہی نہیں پڑا۔ یہ سچ ہے کہ ان بے حس مگر با حرکت مشینوں کے بنانے میں تمہیں کسی قدر عقل ضرور خرچ کرنی پڑتی ہے اور نہ صرف وہ تھوڑی سی عقل جو تم دیکھتے ہو بلکہ تمہارا اس دنیا میں زندہ ہونا بھی اس بات کی دلیل ہے کہ تم میں بھی روح ہے اور تم علاوہ اس جسم خاکی کے روح بھی رکھتے ہو، مگر اس روح کی طرف سے تمہاری بے التفاتی اور اس کے متعلق تمہارا جہل اور انکی اہل غدار سے تمہارا آگے محروم رکھنا تمہاری عقل کی موجودہ خرابیوں کا باعث ہے گو تم تسلیم نہ کرو مگر عملاً تم کو بھی روح سے ایک تعلق ہے اگرچہ وہ تعلق نہایت ضعیف و محدود ہے۔ تم کو روح سے بس اتنا ہی واسطہ ہے کہ وہ تمہارے جسم کو زندہ رکھتی ہے۔ روح کی طرف سے تمہاری بے اعتنائی کے یہی معنی ہیں کہ روح میں عالم ارواح سے متعلق جو کمالات پیدا کرنے کی صلاحیت ہے ان سے تم بالکل اجنبی ہو۔ مگر جہاں روح کے وہ افعال ہیں جو عالم بلا سے متعلق ہیں وہاں اس کا ایک فعل یہ بھی ہے کہ وہ کچھ عرصہ تک تمہارے جسم عنصری کو اس دنیا میں زندہ رکھتی ہے بس روح کے اسی ایک فعل سے تمہیں علی تعلق ہے خواہ تم اس تعلق کو خیال میں نہ لاؤ اور اس کا اعتراف نہ کرو، اور اس معنی میں باوجود نہ جاننے اور نہ ماننے کے روح سے تمہارا ایک محدود تعلق ہے جس قدر روح سے تمہارا تعلق محدود ہے اسی قدر تمہاری عقل کا فعل بھی محدود ہے۔ اور جس قدر تم اپنی عقل کے فعل کو محدود کرتے جاتے ہو اسی قدر تمہاری عقل سکڑتی جاتی ہے سائنس اور آرٹس میں جو ترقیاں تم کر رہے ہو وہ عقل کی محدودیت ہی کا نتیجہ ہیں اور فوق المادہ اور مابعد الطبیعی امور میں جو تمہاری نگاہ کام نہیں دیتی وہ بھی تمہاری عقل کی محدودیت کا نتیجہ ہے پھلی بات کا سمجھ لینا آسان ہے مگر ممکن ہے کہ پہلی بات کے سمجھنے میں معنی یہ سمجھنے میں کچھ اشکال پیش آئیں کہ عقل کی محدودیت کا نتیجہ سائنس اور آرٹس کی ترقی کیونکر ہو سکتی ہے۔ اس لئے یہ بات ذرا مزید تفصیل کی محتاج ہے۔

عالم ارواح کے مقابلہ میں عالم اجسام یا عالم مادہ کیشت نہایت تنگ و تاریک اور نہایت
ورجہ محدود ہے۔ تم نے اپنے میدان عمل کو مادیت کی چار دیواری میں محدود کر رکھا ہے اور ظاہر ہے کہ محدود
احاطہ میں محدود وقت خوب کام دیتی ہے۔ ایک معمولی چراغ کو اور رات کے وقت اسے ایک وسیع اور کھلے
ہوئے میدان میں رکھ دو اس کی روشنی اس میدان میں بالکل کام نہ دیگی۔ وہ چراغ شب تاریک میں اس
میدان میں صرف ایک جگنو کی طرح چمکیگا جو باوجود خود روشن ہونے کے میدان کو روشن نہ کر سکے گا۔ مگر اس
چراغ کو لا کر کسی چھوٹی سے بند کو ٹھٹھری میں رکھ دو۔ ساری کو ٹھٹھری روشن ہو جائے گی۔ میدانوں میں بیشمار
جگنوں شب تاریک میں چمکتے پھرتے ہیں۔ مگر تاریکی شب کو دو نہیں کوستے لیکن ایک جگنو بنے کے
گھونسلے کو روشن کر دیتا ہے۔

اے ترقی جدید کے متوالو! تمہاری عقل کے جگنوں عالم ارواح کی فضائے بسیط میں کام نہیں دیتے
مگر مادیت کے بنے کے گھونسلے کو روشن کر دیتے ہیں۔ ہمارے یمپ کی روشنی اعلیٰ تر مناظر کی سیر میں مصروف
ہے۔ وہ بنے کے گھونسلے کو بھی باہر سے دکھلا رہی ہے اور اس کے طول و عرض کو بھی بتلا رہی ہے۔ مگر
گھونسلے کے اندر جانا نہیں چاہتی۔ اب تم سمجھ گئے ہو گے کہ ارباب روحانیت نے اگر ہوائی جہاز ایجاد نہیں
کئے اور جدید آلات ہلاکت کے ذریعہ خلق اللہ پر موت کی دہواں دہار بارش نہیں کی تو اس سے یہ
لازم نہیں آتا کہ عقل و فہم و ادراک میں وہ حضرات تم سے بہت زیادہ بڑے ہوئے نہیں ہیں۔ اور نہ یہ لازم
آتا ہے کہ تمہاری محدود کمزور اور ناقص عقل تم لوگوں کی صحیح رہنمائی کر رہی ہے۔

تمہارا فہم ناقص جس ترقی پر ناز کر رہا ہے اور تمہارے کوتاہ اندیش مشرقی مقلد جس ترقی کی نقل
اوتارنا اپنا معراج سمجھتے ہیں، اگر انصاف سے دیکھا جائے تو وہ ترقی بنی نوع انسان کے لئے مصیبت
عظیم بہت ہو رہی ہے۔

تمہارے تمدن نے مشکلات زندگی کو بڑھا دیا کشتکش سی کو سخت کر دیا انسان زعم طلبتار کو بہت زیادہ

آلغ بنادیا تمہارے مالک میں ایک طرف انتہا درجہ کا تول انتہا درجہ کی خود غرضی کے ساتھ اور انتہا درجہ کی وحشیانہ قوت انتہا درجہ کی رعونت و خود پرستی کے ساتھ اپنے غلبہ کے نشہ میں سرشار ہے، تو اس کے ساتھ ہی بلکہ اسی کے سایہ میں دوسری طرف انتہا درجہ کا افلاس انتہا درجہ کی مصیبت بے بسی اور کس پرستی کی اعضا شکنی میں مبتلا ہو کر پہلے حسرت و تنہا کے ساتھ دولت کا منہ تھتا ہے، پھر مایوس ہوتا ہے، پھر غم جو ہو کر نہایت خونخوار بغاوت پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ ان حالات کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نہ تمہارے دو ہمتہ چین سے بیٹھے پاتے ہیں نہ تمہارے غمیں اور مزدوری پیشہ لوگ ہمہ وقت غمت کی دولت سے مستحق ہو سکتے ہیں معیار زندگی تمہارے لئے بلا وجہ اور بلا ضرورت اس قدر بڑھا دیا ہے، ضرورت زندگی میں اس درجہ لایعنی اضافہ کر دیا ہے، فضول خرچیوں کو اپنی کوتاہ نظری سے لوازمات زندگی میں شامل کر لیا ہے کہ اب امراء کے لئے اپنی وجاہت کا برقرار رکھنا اور غرباء کے لئے اپنی ہستی کا قائم رکھنا دشوار ہو گیا ہے مصنوعات میں زیادتی ہے مگر تجارتیں انحطاط۔ بازاروں میں مال کی کثرت ہے مگر خریداروں کی قلت۔ تم اپنے ادن ہی پر اپنے غلط اصولوں پر قائم رکھ رہی ہو، نئی تجویزیں سوچتے ہو، نئے نئے اعلانات شائع کرتے ہو، اپنی رعایا کو مطمئن کرنے کے لئے نئے وعدے کرتے ہو، کچھ کی قیمتوں میں اپنی مصلحتوں کی بنا پر کتر بیونت کرتے رہتے ہو، چند وقتی عارضی اور سطحی نتائج پر اپنے دل کو طفل تسلی دے لیتے ہو، مگر واقعات کی دنیا میں کوئی تسلی بخش اور اطمینان پیدا کرنے والی تبدیلی نہیں واقع ہوتی۔

ہمسایہ مالک کے باہمی مناقشات رشک حسد اور کینہ کی آماج میں محرم ہو کر عداوت کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ اور تمہارے آپس کے جاوید مقابلوں اور جائز و ناجائز مسابقت باہمی نے تمہیں اور ساری دنیا کو اور بھی زیادہ بے چین کر رکھا ہے۔ تم میں سے ہر قوم اپنی ہمسایہ قوموں بلکہ دنیا کی تمام دیگر اقوام کو اپنے مقابلہ میں ذلیل سمجھتی ہے جس کی وجہ سے اس دنیا میں عام اخوت انسانی کا پیدا ہونا ناممکن ہو گیا ہے۔ باوجود تقریروں اور تحریروں کے میدان میں حریت اور آزادی کا ہند

انچا جھٹا بلند کرنے کے تہیں کھائے گورے میں امتیاز کے مرض ہی سے ابھی تک نجات حاصل نہیں ہوئی۔ ہم قوم اور غیر قوم، ہوم (Home) اور فارن (Foreing) اپنے اور پرانے کی تفریق تہیں متفرق و متشکک ہوئے۔ جس طرح اپنے علم اور سائنس کی قوت سے تیسے گزشتہ جنگ یورپ کو خونخواری اور ہیمیت میں جنگ ہائے گزشتہ سے بڑھا دیا اسی طرح اسی علم اور سائنس کی بڑھتی ہوئی قوت کی بدولت تہا۔ سے مالک میں جراثیم کی نوعیت و روز افزونی کی بھی قرون ماقبل میں نظیر نہیں ملتی۔ سائنس تک آلات سے چوریاں ہوتی ہیں۔ سائنس تک ایجادات سے قتل و شہنشاہی ملتی ہیں۔ ادویہ جدیدہ سے مسروق بیہوش کئے جاتے ہیں۔ موٹر پر سواری ہو کر ڈاکے ڈالے جاتے ہیں۔ دولت مندوں کے حصوم بچے چوری ہو جاتے ہیں اور مار ڈالے جاتے ہیں اور مجرموں کے گرفتار کرنے میں پولیس ناکام رہتی ہے انصاف کو مننے آنا محروم کر دیا۔ بے کفر بار بار اسے خریدنے سے عاجز ہیں۔

تمہارے اس حیا سوز اور اخلاق شکن تمدن میں عورتوں کے مسئلہ نے اس درجہ نزاکت اختیار کر لی ہے کہ تم خود بھی چکریں آ رہے ہو۔ انسانی بے باکیاں اور سینہ زوریاں تمہاری زندگی کو تلخ کر رہی ہیں تمہاری خانہ داری کو برباد کر رہی ہیں تمہاری اولاد کی پرورش اور تربیت میں مشکلات پیدا کر رہی ہیں اور تمہارے سوسائٹی کے شیرازہ کو درہم و برہم کر رہی ہیں۔ نیم برہنگی فیشن میں داخل ہوتی جاتی ہے جسے تم بیک ٹیوٹلر (Back to nature) یعنی "مراجعت بہ فطرت" سے تعبیر کرتے ہو۔ باوجود اس بڑھتی ہوئی برہنگی اور اس ثقیل لباس کے درزی کابل اور پٹن پوڈرا (لب اسٹاک) اور

اس نوع کی دیگر چیزوں کے اخراجات شوہروں کے دیوالے نکال رہے ہیں۔ بلحاظ سے بیزاری و طلاق کی محرم بازاری مزید برآں توالد و تناسل کی راہ میں روز سے اشکائے کی جدیدہ کوششیں ثابت ہو رہی ہیں کہ بونہ کی نگاہ میں بنی نوع انسان کی وہ وقعت نہیں جو وقتہ کہ شیعوں کو حاصل ہے۔ جہنم کے نزدیک شیندان کا کام دینے کے لئے کافی ہے۔ ان کے نزدیک وہ مرد و عورت کی تخلیق و تالیف کا نوا ہونا مشقت لا محال ہے۔ یہ

نسوانی کی بحیدگیوں نے فافوس ہے کہ جدید یورپ کے معیار شرافت کو بدل ڈالا۔

تمنے ایک عرصہ تک اپنے کو اور دوسروں کو اس مغالطہ میں رکھا کہ تمہارا طرز حکومت مائل جمہوریت ہے۔ حالانکہ فرمانروائی کا لطف حقیقتاً تم میں کی کسی نہ کسی اعتبار سے جماعت غالب ہی کے حصے میں آتا ہے۔ اس کا جو لازمی نتیجہ ہوتا تھا وہ ہوا یہاں تک کہ تم کو بھی اعتراف کرنا پڑا کہ جمہوریت نامی کام رہی تمہاری آنکھوں کے سامنے ڈکٹیٹر شپ کے نام سے اب پھر شخصی حکومت جمہوریت کی جگہ لے رہی ہے۔ ہمارے ہندوستان، مغلیں ہندوستان، عقل سلیم سے معرا ہندوستان، یورپ کا پشور وہ کھانے والا موجودہ ہندوستان، اب جبکہ دنیا نے جمہوریت کے خلاف فیصلہ سنا دیا، جمہوریت کی طلب تمنا میں ہندوستان آہیں کھینچ رہا ہے۔

سٹی ٹیمپل لندن کے ڈاکٹر ایف۔ ٹی۔ ناروڈ (Dr. F. T. Norwood) جو

دنیا کی سیاحت میں مصروف ہیں آج کل ہندوستان آئے ہوئے ہیں۔ حال میں انہوں نے ریاست ٹرانسور کے صدر مقام ٹراوینڈورم میں ایک تقریر کی، جس کے چند اقتباسات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں یہ تقریر ۶ نومبر ۱۹۳۳ء کے ٹائمز آف انڈیا میں شائع ہو چکی ہے۔

”دنیا میں آج کل جو تباہی رونما ہے وہ ان تمام تباہیوں سے مختلف ہے جو اس سے قبل

دنیا میں پیش آچکی ہیں ساری دنیا آج کل جس تباہی میں مبتلا ہے اس کا باعث نہ تو انقلاب ہے

نہ کمزوری بلکہ اس کا باعث انتہائی تول اور انتہائی قوت ہے۔ زمانہ ماقبل کے لوگوں پر

سیلاب اور قحط کی بدولت تباہیاں نازل ہوئیں مگر ان تباہیوں میں ان لوگوں پر وہ شدید

مصیبتیں نہیں ٹوئیں جو آج لوگوں پر ٹوٹ رہی ہیں۔ پہلے انسان کو سائیں پر کبھی آنی کا

دست رس حاصل نہ ہوا تھا جتنی کہ اب اسے حاصل ہے۔ کبھی اس سے قبل مصنوعات کی تیاری

اور فراہمی کی قوت میں انسان کو وہ کمال حاصل ہوا تھا جو کہ آج کل اسے حاصل ہے۔ مگر باوجود

ان تمام باتوں کے دنیا جس شدید مصیبت میں آج مبتلا ہے ایسی پہلے کبھی مبتلا نہ ہوئی تھی۔ اس کا سبب یہ ہے کہ اشیاء کی پیداوار بہت زیادہ اور ان کا نخاس بہت کم ہے۔ لوگوں نے روپیے کو بہت زیادہ عزیز رکھنا شروع کر دیا ہے جس کا یہ نتیجہ ہو رہا ہے کہ غربا و مساکین کے رونی کپڑے ملک کا انتظام نہیں کیا جاتا۔ افریقہ میں کیپ ٹون سے لے کر مہاسہ تک خشک سالی کی وجہ سے دیسی آبادیاں شدید اور دردناک افلاس میں مبتلا ہیں۔ مگر اسی ملک میں کبرئی کی ہیرے کی کانیں تول میں آجکل اس قدر بڑھ رہی ہیں کہ پہلے کبھی ایسی حالت نصیب نہیں ہوئی جو کیفیت کبرے کی افریقہ میں ہے وہی کیفیت چار کی دوسرے ملک میں اور فو اکہات کی تیسرے ملک میں ہے در انحالیکہ غربا و سب گجے عیال طور پر افلاس اور شدائد میں مبتلا ہیں۔

”جب تک کہ انسان قوانین فطرت کی مخالفت کرتا رہے گا موجودہ مصیبتوں کا خاتمہ نہ ہوگا۔ یورپ کی جنگ عظیم مصائب دنیا کے متعلق جہل انسانی کا ایک نہایت مہیب مظاہرہ تھی۔ اس جنگ کو ختم ہوئے پندرہ سال گزر چکے ہیں مگر آج بھی شخص اس کا شاہد رہتا ہے کہ اب بھی ایک انسان دوسرے انسان کے ساتھ ایسا وحشیانہ برتاؤ کر رہا ہے کہ اس کے مقابل میں جنگل کے رہنے والے وحشیوں کے قوانین اخلاق زیادہ متقی عزت و احترام معلوم ہوتے ہیں۔ بعض اقوام کا بھی باہمی برتاؤ آجکل بالکل وحشیانہ ہے۔ روس نے ایک جدید اقتصادی تنظیم کی بنیاد ڈال کر تمام دنیا کی جڑوں کو ہلا ڈالا جو سنی کو بالکل نہت بنا کر اس کی فوجی قوت کو نیست و نابود کر دیا گیا ہے۔ مگر باوجود اس کے گذشتہ چودہ سال سے یورپ کی تفرقہ پالسی یہی چلی آرہی ہے کہ جرمنی کو اور بھی زیادہ پامال کیا جائے۔ اور اب یہ ہو رہا ہے کہ اس کے جواب میں اس ملک میں بھی ایک زبردست خونخوار قومی لہر دوڑ رہی ہے

جاپان نے بوجہ اپنے ملک کے ٹکٹے ہوئے ہونے کے، نیز بوجہ اس کے کہ جنگ عظیم نے تمام دنیا کو ہکا
ڈالا ہے اور مضمحل کر رکھا ہے بہت بڑا نفع حاصل کیا، اس نے دنیا کے جدید پر براہ راست حملہ
کر دیا اور اقوام عالم کی متفقہ ناراضی کا جواب اپنی فوجی قوت کے مظاہرے سے دیا۔ + +

”موجودہ مصائب کے دفعیہ کے لئے دو باتیں نہایت ضروری ہیں۔

”ایک یہ کہ بجائے اس کے کہ صنعت و حرفت کو دولت کا خادم بنایا جائے، دولت کو صنعت

و حرفت کا خادم بننا چاہئے۔

”دوسرے یہ کہ انسان کو انسان کے ساتھ عدل و رحمہ فی و شفقت و محبت کا برتاؤ کرنا

چاہئے اور اپنے خدا کے سامنے عجز و انحرار کے ساتھ دیکر اور بچکر چلنا چاہئے۔“

آفتبسات مندرجہ بالا نمونہ ہیں ان خیالات کا جو تم ہی میں کے چند لوگ، تمہارے ہی ملک کے

رہنے والے، تمہاری ہی تعلیم و تربیت میں نشوونما پائے ہوئے، تمہاری اندرونی حالت سے پوری طرح باخبر

صحیح واقعات سے متاثر اور ان کے نتائج بدستے خائف ہو کر غاہر کرنے پر مجبور ہو رہے ہیں، تم خود بھی اپنی

کمزوریوں اور خرابیوں سے واقف ہوتے جاتے ہو، تمہیں بھی اب نظر آنے لگا ہے کہ تمہارا تمدن نہیں

کس جانب لیجا رہا ہے۔ اپنی ناکامیوں کا تم بارہا تجربہ کر چکے ہو۔ بیگ آف دی نیشنز کی مجبوریوں اور

بے بسیوں کا اپنی آنکھ سے مشاہدہ کر رہے ہو۔ ڈس آرمانسٹس کا نفرنس کو ناشاد و نامراد چکیاں لیتا

اور دم توڑتا دیکھ رہے ہو۔ اور آنے والی مصیبتوں کے دفع کرنے کی تم اپنے میں کوئی قابل اعتماد قوت

نہیں پاتے۔ باوجود ان تمام باتوں کے تم اب تک اس زبردستی کی جانب مائل نہیں ہوتے جو حقیقتاً تم

پر حکومت کر رہی ہے، جو تمہارے منصوبوں کو الٹ دیا کرتی ہے، جو تمہارے تخمینوں کو غلط ثابت کر دکھاتی

ہے، اور جو تمہاری فرعونیت کے سر پر ہتھوڑوں پر ہتھوڑے برساتی چلی جاتی ہے۔

باوجود اس عقل و دانش کے جس کا تمہیں بڑا گھنڈہ ہے، تم کائنات پر نظر ڈالتے ہو مگر خالق کائنات

کی جانب تمہاری نظر نہیں جاتی، قانون قدرت کے مانتے ہو مگر قانون ساز کو نہیں مانتے، اپنے چاروں طرف افعیٰ کا مشاہدہ کرتے ہو مگر فاعل کو نہیں دیکھتے، مجاز میں ڈوبے ہوئے ہو، حقیقت پر نظر نہیں جاتی، سایہ کے پیچھے دوڑتے ہو، اصل کی جانب رخ نہیں کرتے۔ آیات مندرجہ بالا میں اللہ کی نشانیوں کی تکذیب، اور اخلدانی الارض اور وسیع ہوا کے اسی جانب اشارہ ہے۔

تمہاری یہ کوتاہ نظری تمہاری تمام کمزوریوں، تمام خرابیوں، تمام ناکامیوں، اور آئندہ آنے والی تمام تباہیوں کا باعث ہے۔ تمہاری تمام خرابیوں کی جڑ نفسانیت ہے۔ نفسانیت سے خود غرضی پیدا ہوتی ہے۔ خود غرضی سے جھگڑے کھڑے ہوتے ہیں۔ جھگڑوں سے آپس میں پھوٹ پڑ جاتی ہے اور یہ پھوٹ آگے چل کر ایسی ایسی صورتیں اختیار کر لیتی ہے جیسی کہ ۱۹۱۳ء کی خونخوار اور تمدن سوز جنگ۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَىَٰ اِنْ تَعَدِلُوا۟ - پس تم خواہش نفس کا اتباع نہ کرنا کہ اعتدال سے تجاوز نہ کر بیٹھو۔

(النسار - ۲۰)

وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَىَٰ فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ (ص ۲)

خواہش نفسانی کی پیروی نہ کرنا۔ وہ تم کو خدا کے راستے سے (جو کہ صحیح اور اصلی راستہ ہے) بہکا دیگی۔

اَفَرَبَّيْتُمْ مِّنْ اتَّخَذَ الْهَوَىَٰ هَوَاۡهُ وَاَضَلَّہُ اللّٰهُ عَلٰی عِلْمٍ وَّخَمَّ عَلٰی سَمْعِہٖ وَ قَلْبِہٖ وَ جَعَلَ عَلٰی بَصِرِہٖ غِشْوَةً فَمِنْ تَیٰہٰتٍ مِّنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ - ”کیا تم نے اس شخص کی حالت بھی دیکھی جس نے اپنی خواہش نفسانی کو اپنا خدا بنا رکھا ہے اور (بسبب اس کے باوجود اس کے علم رکھنے کے اللہ تعالیٰ نے اسے گمراہ کر دیا ہے اور اس کی سماعت اور اس کے دل پر مہر لگا دی ہے اور اس کی مبنیائی پر پردہ ڈال دیا ہے۔ بھلا اللہ تعالیٰ

(الحاشیہ - ۳)

کے (اس فعل کے) بعد کون اسے راہ راست پر لائے پس کیا تم نصیحت نہیں پکڑتے۔“

اس میں ذرا بھی شبہ کی گنجائش نہیں کہ جو لوگ نفس کے غلام ہیں، ہنھول نے خواہش نفس کو اپنا

مبوء بنا لیا، جو اپنے دل کا چاہا پورا کرنے کی کوشش میں رات دن نہمک رہتے ہیں گو اس میں انہیں کامیابی مطلق نصیب نہ ہو، راہِ راست سے بہت دور ہیں اور جب تک وہ اپنی اس روش کو نہ بدلیں راہِ راست پر آ بھی نہیں سکتے اُن کی علمی ترقیاں اور ان کی سائنٹفک ایجادات اُن کی بحری و بری فوجی قوتیں اُن کی حکمتِ علمی اور سیاسی تدبیریں اُن کی لیگ اور کانفرنسیں غرض کہ اُن کی کوئی چیز ضلالت و گمراہی کی تباہی سے انہیں محفوظ نہیں رکھ سکتی۔ اللہ کے کئے ہوئے کو کوئی رو نہیں کر سکتا جب اللہ تعالیٰ ہی نے انہیں گمراہ کر دیا تو پھر کوئی چیز اُن کی ہدایت کا ذریعہ نہیں بن سکتی۔ ہدایت و ضلالت مثل زندگی اور موت کے حق تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہیں اسی نے زم میں مار ڈالنے کی قوت رکھ دی جس نے ہیدروینک ایڈکھالیا اُسے یقیناً اللہ تعالیٰ نے ہلاک کر دیا کسی میں طاقت نہیں کہ اسے بچا سکے۔ اسی طرح جس نے اپنے نفس کو اپنا معبود بنا لیا اسے اللہ تعالیٰ نے گمراہ کر دیا۔ اب کس میں یہ طاقت ہے کہ اسے راہِ راست پر لاسکے۔ مایخ شاہد ہے کہ تمام گذشتہ قومیں نفس پرستی ہی کی بدولت تباہ ہوئیں۔ اسی نفس پرستی کی بدولت یورپ بھی بہت تیزی اور بہت سرعت کیساتھ تباہی کے گڑھے میں جا رہا ہے جب تک وہ نفس پرستی سے توبہ نہ کرے اس کے بچاؤ کی کوئی صورت نہیں۔ یہ حق تعالیٰ کا اٹل فیصلہ ہے جسے کوئی بدل نہیں سکتا۔

وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدًا ۖ
لَا مُبْدِلَ لِكَلِمَاتِهِ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝

اور تیرے پروردگار کا کلام صدق و عدل کے اعتبار سے کامل ہے، اس کے کلام کا کوئی بدلنے والا نہیں

(الانعام - ۱۱۴) وہ خوب سننے والا جاننے والا ہے۔

یورپ والو کیا تم یہ کہتے ہو کہ ہم تو حب الوطنی اور قوم پرستی میں شہرہ آفاق ہیں ہم جو کچھ کرتے ہیں ملک اور قوم کے لئے کرتے ہیں۔ ملک کے لئے خون بہاتے ہیں۔ قوم کے لئے سرکٹاتے ہیں۔ ہماری یہ قربانیاں نفسانیت اور خود غرضی پر کیوں کر محمول ہو سکتی ہیں؟ ہم یہ کہتے ہیں کہ تمہاری ملک قوم پرستی تمہاری نفسانیت کا اظہار اور ایک وسیع پیمانہ پر خود غرضی ہے اور اس کے سوائے کچھ بھی نہیں۔

تسلیم فرمادو اور ذرا سمجھو اور دنیا داروں سے اسی نوع کی خود غرضی کا اظہار کرنا ہے۔ اگر کوئی

سمجھدار شخص جہاز پر سفر کر رہا ہے اور وہ جہاز کسی خطرہ میں آگیا ہے تو سمجھدار مسافر اپنی ذاتی سلامتی میں دیکھ بھل گیا کہ پورے جہاز کو تباہی سے بچانے کی کوشش میں مصروف ہو جائے۔ جہاز اور جہاز والوں کو ہلاکت سے بچانے میں وہ شخص صرف اپنی سلامتی ڈھونڈ رہا ہے۔ اگر اس جہاز کے بچانے میں مسافروں سے لے ہوئے دس دوسرے جہاز ڈوبتے ہیں تو ڈوبیں۔ اسے تو صرف اپنے جہاز کی سلامتی مقصود ہے۔ اس کی خواہش خود غرضی سے بہتر اکیونچر ہو سکتی ہے؟ یہ دوسری بات ہے کہ یہ خود غرضی کسی قدر عقلمندی پر مبنی ہے اور ان جاہلوں کی سی خود غرضی نہیں جو کسی خطرہ کو دیکھ کر بجائے اس کے کہ سب ملکر اس خطرہ کے و فعیہ کی کوشش میں مصروف ہو جائیں نفسی نفسی پکارنے لگتے ہیں اور اپنے ذاتی اور شخصی نفع کی لالچ میں محض جہالت سے آپس میں ایک دوسرے کے درپے آزار ہو جاتے ہیں بہر نوع عقلمندی پر مبنی ہو یا حماقت پر، اخلاقی اعتبار سے خود غرضی ہمیشہ خود غرضی ہی رہیگی اور ایک ہی نام سے پکاری جائے گی۔ بلکہ اغلب ہے کہ تعلیم یافتہ اور چالاک لوگوں کی خود غرضی دوسروں کے حق میں زیادہ خطرناک اور مضر تر رسان ثابت ہو۔

اہل مغرب کی خود غرضی تعلیم یافتہ اور سمجھدار دنیا داروں کی سی خود غرضی ہے وہاں کے چھوٹے چھوٹے ملک کے رہنے والے اپنے چھوٹے سے ملک کو تھوڑا سا فائدہ پہنچانے کی لالچ میں کسی بڑے ملک کو یا بڑے ممالک کو بڑے سے بڑا نقصان پہنچا دیں تو وہ لگ قوم پرستی کے مذہب کے تحت میں اپنی اس حرکت کو بالکل جائز سمجھیں گے۔ ہر قوم اپنی سرسبزی کے لئے دوسری قوموں کو ویران کرنے پر ہر وقت آمادہ رہتی ہے۔ ایسی صورت میں دنیا میں امن و آمان کے قیام کا تئیں کیونچر ممکن ہے؟ یورپ پچھلے صدی کے سامنے سر نہیں جھکا تا اگر قوم پرستی کے اس جھگڑا کو بت کے آگے سجدہ میں پڑا رہتا ہے۔ وہاں کے بعض سمجھدار لوگ اس بت کو توڑنا تو نہیں چاہتے مگر ہر قوم کے مختلف بتوں کی کافرئیں منعقد کر کے ایک بین الاقوامی مفاہمت اور باہمی سمجھوتہ پیدا کر لینا چاہتے ہیں۔

جس سے یورپ کے امن میں خلل واقع ہونے کا اندیشہ جاتا رہے۔ مگر ہر قوم پر خود غرضی کا بہت اس بڑی طرح مسلط ہے کہ کوئی ممکن العمل سمجھوتہ قائم نہیں ہونے پاتا۔

یورپ کی دیکھا دیکھی بعض مشرقی ممالک میں بھی اس بت کی پرستش شروع ہو چلی ہے اور ان کے باشندوں نے بھی اپنے جدید استادوں کے فیضانِ صحبت اور فیضانِ تعلیم سے اپنے ملکی، سیاسی، معاشرتی، اور اقتصادی امور کو قوم پرستی کی ٹیڑھی عینک سے دیکھنا شروع کر دیا ہے۔ ایران، افغان اور ہندوستان میں آج کل ملکی اور غیر ملکی کی جو کشیں چھڑنی شروع ہوئی ہیں وہ اسی نجس، ناپاک، مفسد، خود غرضانہ، تنگ خیالی پر مبنی، اور اسلامی تعلیمات و نیز اسلامی روایات کے خلاف جذبہ کا نتیجہ ہے۔
اوپر پیل سے سمجھا یا جا چکا ہے کہ ان تمام خرابیوں کی جڑ نفسانیت ہے۔ نفسانیت کا واحد و

علاج للہیت ہے۔ للہیت مذہب سے پیدا ہوتی ہے۔ مذاہب دو اقسام کے دنیا میں رائج ہیں (۱) مذہب حقہ۔ اور (۲) مذاہب باطلہ۔ مذہب حقہ ایک ہے اور ایک ہی ہو سکتا ہے۔ مذاہب باطلہ متعدد ہیں۔ جو مذاہب کہ اپنے ابتدائی زمانہ میں سچے تھے مگر بعد میں مسخ ہو گئے وہ بھی بلحاظ اپنی موجودہ صورتوں کے مذاہب باطلہ کی فہرست میں شامل ہیں۔ جو للہیت کہ مذاہب باطلہ کی تعلیم سے پیدا ہوتی ہے ناقص ثابت ہوتی ہے بلکہ وہ للہیت ہی نہیں ہوتی۔ وہ یا تو رہبانیت کی جانب بجاتی ہے۔ یا مکروہات دنیا، مضرت جسمانی و روحانی، اور موانع ترقی انسانی کے سیلاب کو روکنے کی کافی قوت نہیں رکھتی۔ جو للہیت کہ سچے مذہب کی تعلیم کا نتیجہ ہے وہ دین اور دنیا دونوں کی فلاح کا باعث ہوتی ہے، روح اور جسم دونوں کو نفع پہنچاتی ہے، مباد و معاد دونوں کے حقوق پوری طرح ادا کرتی ہے۔ یہی اس کی صداقت کی پہچان ہے۔

روح و جسم میں تعلق باہمی اتنا قوی ہے کہ عالمِ ناسوت میں دونوں ایک دوسرے کے محتاج ہیں۔ دونوں آپس میں ایک دوسرے سے متاثر ہوتے رہتے ہیں۔ تندرست روح اس دنیا میں تندرست جسم

مانگتی ہے اور تندرست جسم ہمیشہ تندرست روح کا محتاج رہتا ہے۔ روح و جسم دونوں کے مجموعہ کا نام انسان ہے۔ اپنی ترقی کے لئے انسان ان دونوں اجزاء کی ترقی کا محتاج ہے اسی طرح دنیا اور آخرت میں بھی بہت قوی تعلق ہے ان دونوں میں سبب اور نتیجہ کی نسبت ہے اس عالم کی زندگی نتیجہ ہے اس عالم کی زندگی۔ وہ مذہب ناقص ہے جو روح کو تو آراستہ کرنے کی کوشش کرتا ہے مگر جسم کی طرف سے غافل ہے اس عالم کی زندگی سوار نے کا دعویٰ کرتا ہے مگر اس دنیا کی زندگی کو بالکل نظر انداز کئے ہوئے ہے۔

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ مذہب کو سیاسیات سے الگ رکھو، تمدن و معاشرت کو مذہب سے جدا کر دو، امور دنیوی میں مذہب کو دخل نہ ہونے دو وہ مذہب حقہ کی حقیقت سے واقف نہیں۔ وہ لوگ مذاہب باطلہ کی گزروں اور فراہوں سے ڈرے ہوئے ہیں اور ان کا یہ قول مذہب باطلہ ہی پر صادق آتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ مذاہب باطلہ نہ صرف دنیا کے لئے بلکہ عقبیٰ کے لئے بھی سخت خطرناک اور مہلک ہیں۔ ان مذاہب باطلہ سے لوگوں کی نفرت حقیقتاً مذہب حقہ کی جیت ہے۔

افسوس اس امر کا ہے مذاہب ناقصہ سے بڑے ہوئے اور زخم خوردہ لوگوں نے بلا دیکھ بھالے بلا سوچے سمجھے، اور بلا معقول تحقیقات کے مذہب حقہ کو بھی مذاہب باطلہ پر قیاس کر لیا اور اپنی اس غلطی کی بدولت انہوں نے اپنے آپ کو اور اپنے زیر اثر لوگوں کو اس نعمت سے محروم رکھا۔ ہمارے نزدیک اور اللہ کے نزدیک اور مجملہ محققین اہل بصیرت کے نزدیک مذہب حقہ ایک ہی ہے اور ع

فانش یگویم وازگفتہ خود دل شادم

کہ اس پختہ مذہب کو اسلام کے تبرک نام سے موسوم کیا گیا ہے اِنَ الَّذِیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ اَسْلَمُوا
یہ بچے موجودہ اور آئندہ مصائب کا باعث اسلام سے انحراف ہے۔ یورپ اپنی سلامتی کے

اور آنے والی تباہی سے بچنے کے لئے اسلام ہی کا محتاج ہے۔ یورپ ہی پر کیا موقوف ہے۔ ساری دنیا اسی مذہبِ حق کی پیاسی ہے اور عجیب بات ہے کہ پیاسی ہونے کے باوجود اپنی پیاس سے بے خبر ہے۔ تشنگی کی تکلیف یہ تکلیف محسوس ہو رہی ہے مگر اسکا پتہ ابھی تک نہیں چلا کہ یہ تکلیف کس تشنگی کا نتیجہ ہے اور تشنگی کس چیز کی ہے اور وہ چیز کیونکر اور کہاں میرا آسکتی ہے۔ اجداد پرستی، حجابِ ملک و قومیت، عادات و رسم و رواج کی بندشیں، جہالت، تعصب، ضدِ اہمیت و دہرمی، اور نفسانیت کے اسی نوع کے دیگر کرشمے حجاب نہیں اٹھنے دیتے اور دنیا کو اپنی تشنگی بچانے کا موقعہ نہیں دیتے۔ ایسی حالت میں یورپ والوں کا فرض ہے کہ وہ اسلام کے متعلق اپنی لاعلمی کو دور کریں غلط فہمیوں کا ازالہ کریں، تعصب کو بالائے طاق رکھیں اور اس شہید سے خود بھی سیراب ہوں اور محروم دنیا کو بھی سیراب ہونے دیں۔

متعصبین مغرب نے اسلام کو بہت بدنام کیا ہے۔ اسلام کے متعلق بہت کچھ غلط فہمیاں پھیلانی ہیں۔ مگر اسلام کے سرخ زیا پر خاک ڈالنے سے خاک نہیں پڑتی۔ اسلام کا چمکتا ہوا چہرہ ماند نہیں پڑتا۔ ان لوگوں کی ان حرکات سے اسلام کا کچھ نہیں بگڑتا بلکہ وہ لوگ خود ہی نقصان میں رہتے ہیں اور اپنے ماننے والوں کو نقصان میں رکھتے ہیں۔ یورپ بچا رہا ان ہی متعصبین کی غلط کاریوں کا شکار ہو رہا ہے۔ یورپ کی مصیبتوں اور تباہیوں کے ذمہ دار بڑی حد تک وہ متعصب پادری اور جاہل مصنفین بھی ہیں جو اسلام اور یورپ کے درمیان حجاب بنے ہوئے ہیں۔ ذرا انصاف سے دیکھو کہ اسلام کی چند باتوں پر تادائستہ طور پر اور بلا اعتراف یورپ نے عمل کیا اور بقدر اپنے عمل کے فائدہ اٹھایا۔ اسلام کے بیشتر اصولوں سے یورپ نے گریز کیا اور بقدر اُس گریز کے وہ تمیاز ہو گیت رہا ہے۔ اب اگر یورپ اپنے مستقبل کو درست کرنا چاہتا ہے اور جو آنے والی خرابیاں اسے خود کسی حد تک نظر آتی شروع ہو گئی ہیں۔ ان سے بچنے کا متمنی ہے اس کے لئے راستہ صاف ہے۔ اپنے بنائے ہوئے قوانین پر چکر تو اس نے دیکھ لیا، اب ذرا خدا کے بنائے ہوئے قوانین بھی چکر دیکھ لے۔ ضدِ اہمیت و دہرمی اور تعصب اب بھی اس کا پیچھا نہ چھوڑا تو جو روزِ بد آنے والا ہے اس سے بچ سکتا ہے۔